بسم اللہ الرحمن الرحیم ۞ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۞

نگران اصول
مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی
شیخ الحدیث

محدث
دہلی

مدیر مسئول
نذیر احمد املوی
رحمانی

نمبر ۱۲	ماہ اپریل سنہ ۱۹۴۰ء مطابق ماہ صفر سنہ ۱۳۵۹ ہجری	جلد ۷

ایک اور یادگار منائی جائیگی؟

(از ایڈیٹر)

ماہ ذی الحجہ میں اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام اوران کے فرزند جلیل حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی بے نظیر قربانیوں کی یادگار منائی گئی۔ وہ جس شان سے بھی منائی گئی، بہرحال وہ ایک شرعی اور مسنون چیز تھی، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے منایا، اور امت کو ترغیب وتاکید کے ساتھ اس کے منانے کا حکم دیا۔ آپ کے بعد آپ کے صحابہؓ نے اور صحابہؓ کے بعد تابعین نے، تابعین کے بعد تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، عامہ مسلمین نے، الغرض ہر زمانے اور ہر طبقے کے مسلمانوں نے اس سنت پر عمل کیا۔ لیکن اس کے بعد ہی جب محرم کا مہینہ شروع ہوا، تو ایک دوسری یادگار منائی گئی، جو پہلی یادگار کے بالکل برعکس تھی، ابن خلیلؑ کی یادگار میں اگر اپنی جرأت، مردانگی، بہادری، نڈری، اور جاں نثاری کے جذبات کو ابھارنے کی کوشش کی گئی تھی، تو ابن شیر خدا کی غیر مشروع اور بزدلانہ یادگار منا کر سب پر پانی پھیر دیا گیا۔ پہلی جتنی زیادہ شرعی، مؤکد اور افضل تھی، دوسری اتنی ہی زیادہ ممنوع، ناجائز اور گناہوں کا موجب تھی، یعنی ماہ ذی الحجہ میں قربانیوں کے ذریعہ جتنا ثواب کمایا تھا، ماہ محرم میں رسم تعزیہ داری کی بدولت اس سے بھی زیادہ گناہوں کا بوجھ اپنے سر پر لاد لیا۔ فَاِنَّا لِلّٰہ وانا الیہ راجعون۔

ان نادان مسلمانوں کی بدقسمتی کا باب ابھی یہیں ختم نہیں ہوتا، بلکہ ابھی تو سال بھر میں نہ معلوم کتنی رسمیں ادا کرینگے کتنی یادگاریں منائیں گے۔ کتنی بے سروپا باتوں، من گھڑت قصوں کو دین اور ثواب کا کام سمجھکر اپنی گاڑھی کمائی کے پیسے برباد کریں گے ——— آخر یہ "آخری بدھ" کی خوشی منانے کی رسم سوائے جہالت کا مظاہرہ کرنے کے اور کیا ہے؟ نہ معلوم کہاں سے، اور کیونکر لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ صفر کے مہینے میں آخری بدھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیماری سے صحتیاب ہو کر سیر و تفریح کے لئے نکلے تھے" سوائے اس کے کہ شیطان نے گمراہی میں ڈالنے کے لئے کسی موقع پر لوگوں میں یہ بات مشہور کر دی ہو، اور کوئی سند اس کی نہیں ہے۔ نہ کسی حدیث میں ہے، نہ تاریخ میں، نہ سیرت میں، نہ کسی معتبر عالم کی کتاب میں، یہ تو محض کسی من چلے کی گپ ہے اور بس! بھلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی مقدس ہستی کو اس قسم کی فضول باتوں سے کیا نسبت؟

اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی وہ یادگار بھی ہے، جو ابھی آنیوالے مہینے کی بارہویں تاریخ کو ہندوستان کے طول و عرض میں "عید میلاد النبیؐ" کے نام سے بڑی دھوم دھام سے منائی جائیگی۔ کافوری شمعیں روشن کی جائینگی، بجلی کے قمقمے جلائے جائیں گے، اور اگر یہ میسر نہ آئے تو کم از کم گیس کے ہنڈے یا بہت ساری موم بتیوں ہی سے یہ سماں پیدا کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ اگربتیوں سے ساری فضا بسادی جائے گی، عطر بیز خوشبوؤں سے پوری مجلس مہک رہی ہو گی، کسی ممتاز جگہ پر چند ڈاڑھی منڈے قوال، خوش آواز اور خوش الحان گویّے "اچھی اچھی" نعتیں سنانے والے "استاد" حلقے میں بیٹھکر نعتیہ غزلیں گائیں گے، کسی "بزرگ" کو حال آئیگا اور وہ زور سے "اِلّا اللہ" کا نعرہ لگا کر اچھل پڑیں گے اور ساری مجلس کو اپنی طرف متوجہ کر لیں گے۔ اس "ہُوہا" کے بعد کوئی "مولانا صاحب" یا "شاہ صاحب" منبر پر جلوہ افروز ہونگے۔ اور "مولود سعیدی" یا اسی قسم کی کوئی دوسری کتاب جو جھوٹی حدیثوں، غلط روایتوں، اور بالکل بے ثبوت اور بے اصل قصوں سے بھری ہوئی ہے۔ پڑھ پڑھکر حاضرین کو سنائیں گے۔ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے "تولد" کا ذکر آئیگا، اور "مولانا صاحب" یا "شاہ صاحب" فرمائیں گے ؎ آمد آمد ہے رسولِ پاک کی ✦ آمد آمد ہے شہِ لولاک کی

تو یہ حضرت خود، اور ان کے ساتھ سارا مجمع کھڑا ہو جائیگا۔ اور پھر درود و صلوات کا ایک شور برپا ہو جائیگا، جب یہ مجلس ختم ہو گی تو صاحب خانہ کی طرف سے کسی قسم کی شیرینی تقسیم ہو گی، اور حاضرین "تبرکات" کی ایک ایک پیالیاں لیکر اپنے اپنے گھروں کو واپس آجائیں گے۔ **بس یہ ہے جشن میلاد، اور یہ ہے اس کی کل کائنات!**

دوستو! ضد اور تعصب کو چھوڑ کر ذرا انصاف اور خدا ترسی کے ساتھ اس حقیقت پر غور کرو، کہ آخر یہ کس اولو العزم پیغمبر کی پیدائش کا دن منا رہے ہو، سنو! یہ وہ پیغمبر ہیں جن کی شان میں فرمایا گیا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ (پ ۲۱ سورہ احزاب ع ۳) یعنی اللہ کے رسول ایک بہترین نمونہ ہیں، ان لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ کے پاس جانے اور قیامت کے آنے کی امید رکھتے ہیں، اور اللہ کو بہت یاد کرتے ہیں۔ اور دوسری جگہ فرمایا وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (پ ۲۸ سورہ حشر ع ۱) یعنی جو کچھ رسول دیں اُسے لے لو (جو کچھ بتائیں اس پر عمل کرو) اور جس چیز سے منع کردیں (جس کام کی اجازت نہ دیں) اس سے باز رہ جاؤ۔ اور (رسول کی تعلیم کے خلاف راستہ اختیار کرنے میں) اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ (ایسے نافرمانوں کو) سخت عذاب کرنیوالا ہے۔" قرآن مجید کی یہ دونوں آیتیں اور اس کے علاوہ دوسری بہت سی آیتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری زندگی کے ہر کام کے لئے پیشوا اور نمونہ تھے۔ پس ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار اس طرح منانی چاہیئے جس سے ہمیں معلوم ہو کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہماری زندگی کے کیا کیا اصول بتائے ہیں صرف نماز، روزے اور دیگر عبادات ہی میں نہیں، بلکہ سیاست اور معاشرت کے ہر شعبے میں ہمارے لئے آپ کا نمونۂ عمل موجود ہے، ہماری صورت و شکل، پہننا اوڑھنا، چلنا پھرنا، ہنسنا بولنا، کھانا پینا، جینا مرنا سب کچھ رسولؐ کی تعلیم کے مطابق ہونا چاہیئے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ماں باپ کا حق اولاد پر، اولاد کا حق ماں باپ پر، چھوٹے کا بڑے پر، بڑے کا چھوٹوں پر، بیوی کا شوہر پر، شوہر کا بیوی پر۔ ایک قوم کا دوسری قوم پر، زبردست کا کمزور پر، کمزور کا زبردست پر، غریب کا مالدار پر، مالدار کا غریب پر۔ ایک پڑوسی کا دوسرے پڑوسی پر، ایک قوم کا دوسری قوم پر۔ کافر کا مسلمان پر، مسلمان کا کافر پر۔ رعایا کا بادشاہ پر، بادشاہ کا رعایا پر کیا حق ہے؟ لین دین کا۔ نکاح طلاق کا۔ تجارت زراعت کا۔ عدالت شہادت کا۔ غرض دنیا کا کوئی کام نہیں ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اس کا راستہ نہ بتادیا ہو۔ لیکن آج جس طریقے سے ہم آپ کی پیدائش کا دن مناتے ہیں، کیا اس سے یہ مقصد حاصل ہوجاتا ہے؟ اگر نہیں، اور یقیناً نہیں، تو پھر اس فضول حرکت سے کیا حاصل؟

میلاد کا یہ طریقہ جو آج دنیا میں مروج ہے، جسے عام طور پر مسلمان ایک بڑی عبادت اور ثواب کا کام سمجھکر کررہے ہیں۔ یہ تو کسی طرح بھی جائز نہیں ہے، شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ اس طرح میلاد منانے والے تو اپنی آخرت بگاڑ رہے ہیں۔ ذرا سوچو تو سہی! کہ اپنی پیدائش کے بعد سے تقریباً ۶۳ سال، اور نبی ہونے کے بعد ۲۳ سال تک جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں زندہ رہے، اور ہر سال ربیع الاول کا مہینہ آیا۔ اور ہر بار اس کی بارھویں تاریخ بھی آئی، لیکن کسی ایک سال بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی میلاد کا جشن نہیں منایا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے سچے جانشین اور خلفاء راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت تقریباً تیس سال تک رہی، اور ہر سال ربیع الاول کی بارہ تاریخ آئی، لیکن کسی ایک سال بھی یہ "جشن" نہیں منایا گیا خلفاء راشدین کے بعد بھی کسی صحابی، کسی امام، کسی محدث، کسی مستند فقیہ اور مجتہد نے یہ جشن نہیں منایا۔ کیا ان تمام خلفاء

تمام صحابہؓ، تمام ائمہؒ اور محدثین میں سے کسی کو بھی اللہ کے رسولؐ سے محبت نہیں تھی؟ اور تو اور خود حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی، ان کی تمام زندگی میں کسی ایک سال بھی اس قسم کا جشن میلاد ثابت نہیں ہے۔ کیا تم ان سے بھی بڑھکر محب رسول ہو؟ اگر نہیں تو پھر آخر یہ کیسی تقلید ہے؟ کہ جس کو امام صاحبؒ نے زندگی بھر میں کبھی ایک مرتبہ بھی نہ کیا ہو، اور نہ کرنے کا حکم دیا ہو، تم اس کو ہر سال، اور ہر سال ہی نہیں، بلکہ سال میں کئی کئی بار کرتے ہو۔

دوستو! سن لو کہ یہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ سو (۶۰۰) سال کے بعد اربل کے ایک بادشاہ نے اپنی ناموری اور شہرت کے لئے ایجاد کیا تھا (تاریخ ابن خلکان ص ۴۳۶ ج ۱) اب خود سوچو کہ جو کام نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو، نہ آپ کے خلفاء راشدینؓ نے نہ صحابہؓ نے نہ اماموںؒ نے بلکہ ایک دو نہیں (۱۰۰) سو دو (۲۰۰) سو نہیں، پورے چھ سو برس کے بعد پیدا ہوا ہو، بھلا وہ کام شرعی اور دینی کیسے ہو سکتا ہے؟ ایسے ہی کاموں کو جن کو لوگ اپنی ناواقفیت سے دینی کام سمجھ لیں، لیکن حقیقت میں ان کا کوئی ثبوت نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہو، نہ خلفاء راشدین اور صحابہ کے قول و فعل سے ہو۔ شریعت میں بدعت کہا جاتا ہے۔ بتایئے جب اس قسم کی مجلس میلاد نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اور نہ آپ کے خلفاء راشدین وصحابہؓ سے، بلکہ آپ کے چھ سو برس کے بعد کی پیداوار ہے، تو پھر اس کے بدعت ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے چنانچہ علامہ ابن الحاج اپنی کتاب مدخل میں لکھتے ہیں وَمِنْ جُمْلَةِ مَا اَحْدَثُوْهُ مِنَ الْبِدَعِ مَعَ اِعْتِقَادِهِمْ اَنَّ ذَالِكَ مِنْ اَكْبَرِ الْعِبَادَاتِ وَاِظْهَارِ الشَّعَائِرِ مَا يَفْعَلُوْنَهٗ فِيْ شَهْرِ الرَّبِيْعِ الْاَوَّلِ مِنَ الْمَوْلِدِ وَقَدِ احْتَوٰى ذَالِكَ عَلٰى بِدَعٍ وَّمُحَرَّمَاتٍ انتھے یعنی ربیع الاول کے مہینے میں جو جشن میلاد منایا جاتا ہے، یہ بھی انھیں بدعات و محدثات میں داخل ہے جن کو لوگ عبادات اور شعائر دینی سے سمجھکر کرتے ہیں۔ اور میلاد کی یہ ایک بدعت اپنے ساتھ دوسری بہت سی بدعتوں اور حرام کاموں کو لپیٹ لیتی ہے۔ حضرت شیخ تاج الدین فاکہانی فرماتے ہیں۔ لَا اَعْلَمُ لِهٰذَا الْمَوْلِدِ اَصْلًا فِیْ كِتَابٍ وَّلَا سُنَّةٍ وَّلَا يُنْقَلُ عَمَلُهٗ عَنْ اَحَدٍ مِّنْ عُلَمَاءِ الْاُمَّةِ الَّذِيْنَ هُمُ الْقُدْوَةُ فِی الدِّيْنِ الْمُتَمَسِّكُوْنَ بِآثَارِ الْمُتَقَدِّمِيْنَ بَلْ هُوَ بِدْعَةٌ اَحْدَثَهَا الْبَطَّالُوْنَ وَشَهْوَةُ نَفْسٍ اِعْتَنٰى بِهَا الْاَكَّالُوْنَ انتھے یعنی اس میلاد مروج کی کوئی اصل نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں، اور نہ اُن علمائے امت سے اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے جو دینی امور میں ہمارے پیشوا ہیں جو ہر دینی کام میں اپنے متقدمین (صحابہ وتابعین) کے نقش قدم کے پیرو تھے، بلکہ یہ تو ایک ایسی بدعت ہے جس کو نفس پرستوں اور پیٹ کے بندوں نے اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے نکال لیا ہے۔"

بدعت کی برائی کا اندازہ صرف اسی ایک حدیث سے ہو سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میدان محشر میں جب میں حوض کوثر پر اپنی امت کو سیراب کرنے کیلئے موجود ہونگا، تو کچھ لوگ میرے حوض پر آنے کی کوشش کرینگے، لیکن فرشتے ان کو روک دینگے۔ دریافت کرنے پر

معلوم ہوگا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے میرے بعد دین میں نئی نئی باتیں پیدا کرلی تھیں۔ تو میں بھی ان کو دور سے پھٹکار دونگا، اور کہونگا کہ ہاں ہاں! ان کو دور ہی رکھو (بخاری مسلم) مسلمانو! غور کرو کہ ایک بدعت کو رواج دینے کا جو انجام ہوگا وہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے۔ جس کام سے خود جناب رسالتمآبؐ ہی ناراض ہوں، اور جس سے خود حضور ہی کی نظر رحمت سے محرومی کا ڈر ہو، بھلا وہ کام کیونکر ثواب اور دین کا ہو سکتا ہے۔ بس اس بدعت سے باز آؤ، اور جس طرح تم آجکل مولود کی رسم مناتے ہو، اسے قطعاً چھوڑ دو، اللہ سے توبہ کرو، اور آئندہ سے راہ مستقیم پر چلنے کا عہد کرو۔ اگر کوئی ملا، مولوی تمہیں بہکانے کی کوشش کرے تو صاف صاف کہدو کہ قرآن، حدیث، یا کم سے کم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور سوانحعمری میں ہم کو دکھا دو کہ انھوں نے کبھی بھی اس طرح سے میلاد کیا ہو، اگر انھوں نے نہیں کیا تو ہم بھی نہیں کرینگے۔

ہاں اگر صحیح طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار منانا چاہتے ہو تو اس کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ سال بھر میں ایک دن یا دو چار دن قوالوں کو بلوا کر نعت سن لو، یا مولود سعیدی پڑھوا کر اس کے جھوٹے قصوں پر اعتقاد جما لو۔ بلکہ اپنی ہر ہر بات کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تلاش کرو، اپنی شکل وصورت، رفتار و گفتار، لین دین، کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، ملنے جلنے، غرض زندگی کے ہر لمحے میں مجسّم یادگار بن جاؤ۔ دیکھنے والے تمہیں دیکھکر ہی کہدیں کہ بیشک اس نبیؐ کے پیرو ہیں، جس نے دنیا کو امن وراحت کا پیغام دیا، جو اخلاق وشرافت کا مجسمہ تھا جس نے اپنی زندگی کی تھوڑی سی مدت میں سرزمین عرب کی کایا پلٹ دی جس نے درندوں کو انسان، اور انسانوں کو اشرف ترین انسان بنا دیا جس نے عرب کے بادیہ نشینوں اور اونٹ کے چرواہوں کو، قیصر وکسریٰ کی باجبروت حکومتوں کا تخت نشین بنا دیا جس نے نسل ونسل، قوم ووطن کے امتیازات اور تفاخر جاہلیت کو مٹا کر صرف ایمان اور تقویٰ کو معیار شرافت قرار دیا۔ جس نے امانت میں خیانت کو بے ایمانی، اور عہد کرکے بدعہدی کو بے دینی کا درجہ دیا۔ جس نے صدیوں کی ذہنی غلامی اور دماغی غلامی کو صرف حریت آشنا ہی نہیں، بلکہ حریت آموز بنا دیا۔ جس نے مدتوں کے بچھڑے ہوئے دلوں اور ایک دوسرے کے جانی دشمنوں کو، آپس میں بھائی بھائی اور ایک دوسرے کا جاں نثار ومددگار بنا دیا۔ جس نے پتھروں سے مار مار کر لہولہان کردینے والے کافروں کے حق میں بھی بددعا نہیں کی، جس نے تیرہ سال تک مکہ معظمہ جیسی مقدس زمین پر ہر طرح کی اذیتیں پہنچانے والوں، میدان اُحد میں پیشانی مطہر کو زخمی اور دندان مبارک کو شہید کرنے والوں، وطن سے بے وطن کر کے جلانے پر بھی ایک لمحہ چین سے نہ بیٹھنے دینے والوں کو، اپنا پورا اقتدار و اختیار حاصل ہو جانے کے باوجود لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ (جاؤ آج تم سب کو معافی ہے) کا مژدہ سنایا۔

خطا کار سے درگذر کرنے والا بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کو زیر و زبر کرنے والا قبائل کو شیر و شکر کرنے والا

اُترکر حِرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

جس نے اپنے پیرووں کو رنج وراحت، مرض وصحت، غمی وخوشی، امیری وغریبی، تنگدستی وفارغ البالی، زندگی وموت غرض ہر لمحے اور ہر سانس میں صرف خدائے واحد ہی کے سامنے جھکنے کی تعلیم دی ؎

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق — زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اُسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق — اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لَو اس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اُس کے آگے جھکاؤ
اسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم — اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم — اسی کے طلب میں مرو جب مرو تم
مُبرّا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اُس کے آگے کسی کو بڑائی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

(بقیہ صفحہ ۱۷) ظالم ہو یا مظلوم ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ حضور مظلوم کی مدد تو میں کرونگا مگر ظالم کی مدد کس طرح کرسکتا ہوں آپ نے فرمایا کہ ظالم کو اس کے ظلم سے روکنا درحقیقت ظالم کی مدد ہے کیونکہ ظلم کرنے سے ظالم کا نقصان ہے اور ظلم سے باز رہنے میں اس کا فائدہ ہے (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۲) (۴) خیر خواہی - جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین باتوں پر بیعت کی ہے نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے اور تمام مسلمانوں کیلئے خیر خواہی کرنے پر (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۴) دوسری جگہ ہے "جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ضرورت پوری کردیتا ہے اور نیز جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی تکلیف اور مصیبت دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اس کی تکلیف دور فرمائیگا اسی طرح جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے (اتفاقی) عیوب کو چھپا لیتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسکے عیوب کو روز جزا چھپالیگا (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۲) چوتھے - دو لڑنیوالوں میں صلح کرانا - فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا (الی ان قال) فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا (الی ان قال) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ (پ ۲۶ ع ۱۳) یعنی مومنوں کی دو جماعتوں یا دو شخصوں میں اگر جھگڑا لڑائی ہو تو دوسرے مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان دونوں میں عدل وانصاف کے ساتھ صلح کرادیں کیونکہ وہ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں " لہٰذا مسلمانوں کو لڑتے جھگڑتے دیکھکر اسی حالت پر چھوڑ دینا شریعت کے نزدیک مذموم اور ناجائز ہے چہ جائیکہ مسلمانوں کو آپس میں لڑوانا ؟ فقط